باب: 75

عبید اللہ سندھیؒ

(1872 - 1944 AD)

مولانا عبید اللہ، سکھ گھرانے میں سنہ 1872ء میں پیدا ہوئے۔ جائے پیدائش سیالکوٹ ہے۔ بچپن زیادہ تر مغربی پنجاب میں گذرا۔ بارہ برس کی عمر میں مولوی عبید اللہ کی کتاب "تحفۃ الہند" پڑھ کر اسلام کی طرف مائل ہوئے۔ پھر "تقویت الایمان" پڑھا تو دل میں ایمان کا جذبہ اور بڑھا۔ اور پھر مولوی محمد صاحب کی کتاب "الاحوال الآخرۃ" پڑھنے کے بعد تو باقاعدہ اسلام کو اختیار کر لیا اور تحفۃ الہند کے مصنف کے نام پر اپنا نام عبید اللہ رکھا۔

سندھ پہنچ کر حضرت حافظ محمد صدیقؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے قادری راشدی طریقے میں بیعت کی اور ان کی کشش سے سندھ ہی میں سکونت اختیار کر لی۔ اس کے بعد سندھ اور بھاولپور کی درسگاہوں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سنہ 1888ء میں دیوبند پہنچے اور یہاں آپ نے مختلف اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ واپس سندھ پہنچ کر سنہ 1901ء میں اپنا ایک مدرسہ قائم کیا جسے آپ نے سات سال تک چلایا۔ 1909ء میں مولانا محمود الحسن کے حکم پر دیوبند میں رہ کر جمیعت الانصار کو چلایا جس کا مقصد علی گڑھ کالج اور مدرسہ دیوبند کے درمیان تعلقات کو بڑھانا تھا۔

عبید اللہ سندھی، سنہ 1915ء میں ہندوستان سے کابل پہنچے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ پھر آپ 1922ء میں ماسکو گئے۔ اور پھر ترکی پہنچے اور یہاں تین سال قیام کر کے مصطفی کمال پاشا کے جدید ترکی نفاذ کو قریب سے دیکھا۔ یہاں سے اٹلی اور پھر سوئٹزرلینڈ بھی گئے۔ 1924ء میں آپ حجاز پہنچے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے اپنی علمی زندگی کو دوبارہ شروع کیا جس کا سلسلہ کوئی دس سال تک جاری رہا۔ سنہ 1938ء میں آپ واپس ہندوستان آ گئے۔ یوں تقریباً 24 سال کا عرصہ گھومنے پھرنے میں گذرا۔

ہندوستانی علما نے پہلے تو مولانا عبید اللہ کا ان کی آمد پر بڑے جوش سے استقبال کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ وہ ایسے عالم ہیں جنہوں نے اس صدی کی بہترین ہستیوں سے فیض حاصل کیا ہے۔ چنانچہ اب وہ یہاں کے علما جس وضع پر چل رہے ہیں ان کو مضبوط کرنے میں ان کے ضرور مددگار ثابت ہونگے۔ لیکن جلد ہی ان کے

اس جوش پر اوس پڑ گئی۔ کیونکہ مولانا نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ان پر واضح کر دیا کہ یہ طریقہ شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات سے متصادم ہے۔آپ کا کہنا تھا کہ شاہ ولی اللہؒ جامع المتفرقین تھے۔وہ مخالف اور جدا رجحانات کو ہم آہنگ کرنے پر کاربند تھے، نہ کہ تفریق اور تقسیم پر۔ پھر آپ نے اپنے ان خیالات کی باقاعدہ اشاعت شروع کر دی۔اس بارے میں "امام ولی اللہ کی حکمت کا اجمالی تعارف "اور" شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" مولانا عبیداللہ کی مشہور کتابیں ہیں۔

دوسری طرف مولانا عبیداللہ سندھی نے مسلمان قوم کو مادّی اور معاشی اصلاح کی بھی دعوت دی۔اُس ماحول میں کہ جہاں کے بااثر مذہبی رہنما، مادّی ترقی کے تمام قابل عمل رستوں سے قوم کو بدظن کر رہے ہوں اور مادّی ترقی کو گناہ کی صورت میں پیش کرتے ہوں، مولانا کے لیے خود ایک بڑی منزل کا طے کرنا تھا۔لباس کے معاملے میں بھی مولانا کا کہنا تھا کہ عمامہ یا انگریزی ٹوپی، ان میں کسی چیز کے ترک کر دینے سے ایک مسلمان کافر نہیں ہو جاتا اور نہ ہی ان میں کسی ایک کے اختیار کرنے ہی سے انسان بامِ ترقی پر پہنچ جاتا ہے۔

مولانا عبیداللہ، مادّی ترقی کے ترجمان تھے۔لیکن آپ "مولوی" پہلے تھے اور باقی جو کچھ ہوئے، بعد میں ہوئے۔آپ کی نظروں میں "آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً" جس قدر ضروری تھا اسی قدر "وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً " کی بھی ضرورت تھی۔اس بارے میں خود آپ کے الفاظ یوں ہیں۔

"۔۔میں چاہتا ہوں کہ یورپ کی اس مادّی ترقی کو تسلیم کر لیا جائے۔یعنی علم سائنس کی ترقیوں کو ہم زندگی کے اساس کی حیثیت دیں۔ لیکن یہ نہ سمجھیں کہ سائنس نے ساری زندگی کا احاطہ کر لیا ہے۔بے شک سائنس نے مادّی دنیا میں جو انکشافات کیے ہیں وہ سب صحیح ہیں، لیکن زندگی صرف مادّہ تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہ مادّہ کسی اور وجود کا پَرتو ہے اور اس وجود کا مرکز ایک اور ذات ہے جو خود زندگی ہے اور زندگی کا سہارا اور باعث بھی۔زندگی کا مادی تصورِ حیات اس لحاظ سے ناقص ہے کہ وہ صرف ایک پہلو کی رہنمائی کرتا ہے۔ لیکن زندگی کا صحیح اور مکمل تصور "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً" ہے۔اور یہی تصور ہے جو زندگی کی ساری کائنات پر حاوی ہو سکتا ہے۔۔"۔

مولانا عبیداللہ سندھی نے بعض رہبانیت پسند طبیعتوں کی طرح مادّے کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی مغرب کی طرح مادّے کی پرستش کی۔بلکہ آپ کا مطمح نظر مادّے کی تسخیر کرنا اور پھر آگے قدم بڑھانا رہا۔

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن　　　قدم اٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں